قلم، صاحب قلم اور صاحب منصب فکر غزالی کے تناظر میں

انتخاب: منزہ بشریٰ بیگ ☆

داناؤں نے کہا ہے کہ قلم سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں ہے کیونکہ تمہارے کارہائے گزشتہ اسی کے ذریعے دوبارہ جمع کر کے پیش کئے جا سکتے ہیں قلم کی فضیلت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ خود خدائے تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی۔

نO والقلم وما یسطرون۔ (۱)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اقراء وربک الاکرام الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ (۲)

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو پہلی چیز پیدا کی وہ قلم تھا اس سے جو کچھ روز قیامت تک ہوگا وہ طے کر دیا ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت:

اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم۔ (۳)

کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے الفاظ میں فرمایا ہے کہ مجھے زمین کے خزانے دے دے کیونکہ میں کاتب ہوں اور ان کا حساب رکھتا ہوں، کہا جاتا ہے کہ قلم الفاظ کا سنہار ہے، ابن المعتز نے کہا ہے کہ قلم جواہرات کی کان ہے عقل ہیرا ہے، اور قلم جوہری ہے اور کتابت زرگری جالینوس نے کہا ہے کہ قلم الفاظ کا طبیب ہے، اور ایک یونانی دانا نے کہا ہے کہ قلم میں سحر بند ہے سکندر نے کہا ہے کہ دنیا دو چیزوں کے ماتحت ہے، تلوار اور قلم کے، اور تلوار قلم کے ماتحت ہے قلم ان کا ہنر اور سرمایہ ہے جو علم حاصل کرتے ہیں اس کے

☆ ریسرچ اسکالر جامعہ کراچی

ذریعے انسان دوسروں کے خیالات سے واقف ہوتا ہے خواہ وہ نزدیک ہوں یا دور انسان کو زندگی کا کتنا ہی تجربہ کیوں نہ ہو جائے جب تک وہ کتابیں نہیں پڑھے گا عقل کی تکمیل نہیں ہوسکتی ہے چونکہ انسان کی عمر کی مدت کم ہوتی ہے یہ ممکن نہیں کہ وہ محض اپنے تجربے سے سیکھے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ سب چیزیں یاداشت میں حفظ نہیں کرسکتا ہے سب چیزوں پر تلوار اور قلم حاوی ہیں اگر تلوار اور قلم نہیں ہوتے تو دنیا قائم نہیں رہتی۔

امام غزالی اپنی کتاب نصیحت الملوک میں لکھتے ہیں کہ ''دبیروں کو چاہئے کہ وہ کتابت کے علاوہ دیگر علوم بھی سیکھیں تا کہ حکومت کے اکابرین کی خدمت کرنے کے اہل ہو جائیں عاقلوں اور قدیم زمانے کے بادشاہوں نے کہا ہے کہ دبیروں کو دس چیزوں کا علم ہونا چاہئے زیر زمین پانی کی سطح کا یہ علم نہریں کھودنے کے لئے ضروری ہے دن اور رات کی سردی اور گرمی کے موسم میں طول، چاند، سورج اور ستاروں کے محور ان کا اجتماع اور استقبال انگلیوں پر گنتی کی صلاحیت، علم ہندسہ جنتری اور تقویم کسانوں کی ضروریات، طب اور دوا سازی کا علم باد جنوبی اور شمالی سے واقفیت شاعری اور قافیہ کا علم اس کے علاوہ دبیر کو خوش مزاج اور خوش طبع ہونا بھی ضروری ہے اس میں اس درجہ ملنساری ہونی چاہئے کہ اس سے مل کر طبیعت خوش ہو جائے اسے قلم کو تراشنا پکڑنا اور رکھنا بھی آنا چاہئے جو اس کے دل میں ہے بعینہ وہ نوک قلم سے ادا کرسکے اور قلم کے مبالغہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا آنا چاہئے یعنی جھوٹ اور مبالغہ لکھنے سے احتراز اور لفاظی سے اجتناب کرنا چاہئے اسے خطاطی کے فن کی تفصیلات سے بھی اچھی طرح واقف ہونا چاہئے اس کی تحریر پڑھی جاسکے ہر لفظ صاف ستھرا ہونا چاہئے جیسا کہ مندرجہ ذیل حکایت سے ظاہر ہوتا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک مال افسر (عامل) نے انہیں ایک خط لکھا جس میں بسم اللہ کا سین نہیں پڑھا جاتا تھا اسے بلایا اور کہا۔ پہلے بسم اللہ کا سین پیدا کرو اور پھر اپنے کام پر واپس جاؤ۔ (۴)

پہلی چیز جو ایک دبیر کو آنی چاہئے وہ قلم کا صحیح تراشنا ہے جب قلم تراشنا آجائے گا تو

لکھائی بھی صاف ہو جائے گی۔ جیسا کہ اس حکایت میں ہے۔

ایک بادشاہ کے دس وزیر تھے اس میں سے ایک اسماعیل ابن عباد تھا دوسرے تمام وزیر اس کی برائی کرنے اور اسے بددعا دینے میں ہم نوا تھے بادشاہ نے ایک دن ان سب کو جمع کیا اور تب کاتب اسماعیل نے کہا تم میں کونسا ایسا ہنر ہے جو مجھے میں نہیں ہے کہ تم بادشاہ سے میری اتنی برائی کرتے ہو کہ میرے باپ نے مجھے تجارت نہیں سکھائی، لیکن خطاطی سکھائی تھی میرے ہنروں میں سب ادنیٰ قلم تراشنا ہے تم میں سے کون ہے جو قلم تراش کر محض ایک مرتبہ سیاہی میں ڈوبا کر پورا خط لکھے دے، اس میں سب نے کوشش کی مگر کامیاب ہوئے پھر بادشاہ نے کہا تم ایک قلم تراشو اور لکھو اس نے ایسا ہی کیا اور پورا خط لکھ دیا ان سب نے اس کا جوہر تسلیم کرلیا۔

جو سرکنڈا قلم بنانے کے لئے موزوں ہوگا وہ سیدھا، قطر میں پتلا، اور پیلا ہوگا جو قلم سیدھی طرف سے کاٹا جائے وہ فارسی، عربی اور عبرانی کے لئے موزوں ہوگا اور جس کو الٹی طرف سے ترچھا کاٹا جائے، وہ غیر ملکی زبانوں کے لئے، دبیروں کے لئے بہترین قلم ہونے چاہئے جیسا کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے محمد لیث کو خط میں لکھا تھا اس نے ایسے قلم بنائے ہیں جو نہ پتلے ہوں اور نہ موٹے قطر میں پتلے اور سیدھے تراشنے کے چاقو تیز ہونے چاہئے جس لکڑی پر قلم کا قط بنایا جائے اسے بہت سخت ہونا چاہئے روشنائی کے اجزاء پارس سے ہونا چاہئے جو اچھی قسم کی اور وزن میں ہلکی ہو کاغذ چمکدار اور ہموار ہونا چاہئے، روشنائی کے اجزا اچھی طرح سے ملانے چاہئے اگر لفظ تین سے زیادہ حروف کا ہو تو ان میں سے کسی حرف کو کھینچ کر نہیں لکھنا چاہئے ہر حرف متناسب ہونا چاہئے ورنہ بدصورت لگے گا ایسا وہی بامہارت اور باشعور آدمی کر سکتا ہے جس کے ہاتھ میں پختگی ہو۔

عبداللہ بن رافع سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کاتب تھے روایت ہے کہ میں پرچے لکھ رہا تھا کہ امیر المومنین تشریف لائے اور فرمایا اے عبداللہ قلمدان کو سنبھال کر استعمال کرو قلم کو زیادہ کھینچو، سطروں کے درمیان فاصلہ دو اور اپنے حرف کو گول کر کے لکھو۔

عبد اللہ بن جبالہ اچھے دبیر تھے، وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے، اگر تمہارے پاس قلم ہے تو تمہارے پاس سمندر ہے اور اگر تم اس کا صحیح استعمال نہیں جانتے ہو تو یہ تمہارے گلے میں پتھر کا بوجھ ہے اس طرح سے لکھو کہ ہر لفظ طلائی لگے، اور گرہ کو اس طرح سے کاٹو کہ تمہارے کام میں گرہ نہ لگے۔

کسی خط کو مہر ثبت کئے بغیر نہیں بھیجنا چاہئے، عبد اللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں انہ لقرآن کریم (۵) کہتے تھے کہ اس سے مراد ایک مہر شدہ خط ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے بعض خطوط عجم بھیجے کاتبوں نے کہا کہ وہ بغیر مہر کے ان خطوط کو مستند نہیں سمجھیں گے تب حضور اکرم ﷺ نے اپنی انگوٹھی سے مہر ثبت کی جس کے نگینہ پر ''محمد رسول اللہ'' تین سطروں میں لکھا ہوا تھا مضر بن عمر الکلبیؒ سے روایت ہے جب آپ ﷺ نے نجاشی کو خط لکھا تو پہلے اسے مٹی پر ڈالا، اور پھر اسے بھیجا وہ مسلمان ہو گیا لیکن جب ﷺ نے کسری کو خط بھیجا تو اسے مٹی پر نہیں ڈالا، اور وہ مسلمان نہیں ہوا تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> تربوا کتبکم فانہ انجح لحوائجکم تربوا الکتاب فان التراب مبارک (٦)
>
> اپنے خطوط پر مٹی ڈالا کرو کیونکہ اس سے تمہاری مرادیں پوری ہونگی، اور فرمایا اپنے خطوط پر مٹی ڈالا کرو، بلا شبہ مٹی بابرکت ہے۔

جب خط لکھو تو اسے بند کرنے سے پہلے پڑھ لو تا کہ اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی تصحیح کرلو۔ دبیر کو اپنی تحریر پر بہت تنقیدی نظر ڈالنی چاہئے الفاظ کم ہوں لیکن معنی زیادہ، ایک ہی لفظ کو دوبارہ عبارت میں نہیں لانا چاہئے، اور ثقیل الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ایک مقولہ ہے بہترین کلام وہ ہے جو مختصر پر معنی ہو اور بار گراں نہ ہو یعنی بہترین کلام وہ ہے جو کم وقت میں ادا کیا جا سکے، حقیقت کے نزدیک اور نصیحت آموز ہو، تا کہ سننے والا تھک نہ جائے یا تنگ نہ آجائے بلکہ زیادہ سے زیادہ سننے کا مشتاق ہو جائے۔ (۷)

دبیر کا منصب ہمارے موجودہ نظام حکومت کے سیکرٹری کے برابر ہوتا تھا اس کے فرائض محض کتابت تک محدود نہیں تھے اگر چہ اسی دور کے تمدنی ارتقاء میں فن کتابت میں مہارت اتنی ہی ضرور تھی جتنی دبیر کے لئے زبان دانی میں مہارت، چونکہ اظہار خیال پر طاقت اور الفظ کے صحیح استعمال پر قدرت ہر دور میں کامیابی کے لئے ضروری ہے اور اگر الفاظ پڑھے نہیں جاسکتے تو ان کا اثر بھی زائل ہو جائے گا تاہم غزالیؒ نے دبیر کے ایک بہت ہی محدود اور ضمنی پہلو پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے حالانکہ ان کے دور تک وزیروں اور دبیروں کے فن اور فرائض پر لاتعداد عربی اور فارسی کلاسیکی کتابیں لکھی جاچکی تھیں اس موضوع پر سب سے قدیم اور مستند تصنیف جہشیاری کی کتاب ''الوزراء والکتاب'' ہے ان تصانیف سے یہ بات بالکل مصدقہ ہے کہ دبیر سے ترقی پاکر وزیر بنایا جاتا تھا اور یہ عام طریقہ تھا، دبیر کے اختیارات میں انتظام، بندوبست و پبلک ورکس بھی تھا اور وہ خاصے وسیع تھے۔ جہشیاری نے اپنی تصنیف میں زیاد بن ابی الورد کی، جو خلیفہ مروان کا دبیر تھا، تین مثالیں دی ہیں، جن میں اس نے بندر گاہوں (صور لبنان پلوں (عکرہ فلسطین) کی مرمت اور خزانے کی تعمیر (آزربائیجان) اپنی نگرانی میں کرائی تھی، ان جگہوں پر خلیفہ مروان کے ساتھ اس کا بھی نام کندہ کیا گیا تھا۔ اسی کتاب میں عبدالحمید دبیر کے مشہور و معروف مراسلہ میں دی ہوئی ہدایت کو بھی درج کیا گیا ہے، اور جو آج بھی کسی ترقی پزیر ملک کے دفاتر میں سرکاری عہدے داروں کی ہدایت کے لئے مفید ثابت ہوگا جن میں کہا گیا ہے۔ ''دبیروں کی تعظیم کرو کیونکہ ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق کو ان کا رزق تقسیم کرتا ہے''۔

جہشیاری نے اپنی کتاب میں ایک اہم دبیر کے متعلق یہ واقعہ لکھا ہے۔ ''جو آدمی کہ ملک شام کی دیوانی کو سریانی زبان میں خلیفہ عبدالملک کے دور میں لکھنے کا نگران تھا، اور اس کے بعد اس کے جانشینوں کے ساتھ رہا، اس کا نام سرجون ابن منصور تھا یہ عیسائی تھا، ایک دن خلیفہ عبدالملک نے اسے کچھ کام دیا۔ اس نے حکم نظر انداز کر دیا۔ اور اس کی تعمیل ملتوی کرتا رہا۔ عبدالملک نے پھر کام کرنے کو کہا۔ اس پر زور دیا، لیکن اس نے کوئی پرواہ نہیں کی، اور کام

ٹالتا رہا، عبد الملک نے ابو ثابت الخوشائی سے جو اس کے دفتر خاص کا نگران اعلیٰ تھا کہا، تم دیکھتے ہو کہ سرجون ہم سے کتنی دیدہ دلیری کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ ہم اس کے اور اس کی قابلیت کے محتاج ہیں، کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس کا کیا علاج ہے، ابو ثابت نے جواب دیا اگر آپ چاہیں تو میں حساب عربی زبان میں منتقل کردوں عبد الملک نے اس سے اتفاق کیا اور اس نے ایسا ہی کیا پھر عبد الملک نے ملک شام کی دیوانی اس کے سپرد کر دی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دبیر وہ کام بھی کرتے تھے جو کسی وقت ریونیو یا فنانشل کمشنر کے فرائض ہوا کرتے تھے۔ اس موضوع پر کئی صدیوں کے بعد کی تصانیف میں ابن خلدون کے ''المقدمہ'' میں بھی غزالیؒ سے زیادہ دبیروں کے متعلق تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ ابن خلدون نے بادشاہ کے ملازمین کو تین قسموں میں بانٹا ہے قلم، تلوار اور صلاح کار۔ قلم سے مراد وہ تمام سرکاری پیشے ہیں، سوائے پولیس اور جاسوسی کے جن کا تعلق موجودہ اصطلاح میں سول سروسز سے ہے، تلوار، میں فون، پولیس اور جاسوسی اور ان سے متعلقہ خدمات کے محکمے شامل ہیں، اور صلاح کار میں مشیر اور وزیر یا اس قسم کے عہدے دار شامل ہیں جو بادشاہ کی خدمت صلاح دے کر کرتے ہیں اس جگہ ابن خلدون کی تصنیف میں سے اقتباسات پیش کرنے کا مقصد نہ صرف تاریخی دلچسپی ہے بلکہ نظام حکومت میں مختلف تبدیلیوں کا اقوام کے عروج و زوال سے متعلق دکھانا بھی مقصود ہے اس کے علاوہ ابن خلدون نے جو دبیر عبد الحمید کے زیر تعلیم دبیروں کو دی گئی نصیحت درج کی ہے وہ ترقی پذیر ممالک کے سرکاری ملازمین کے لئے اس زمانے میں بھی بالخصوص جب پر آشوب زمانہ ہو کار آمد ہے۔

ابن خلدون: ''مختلف دور میں قلم اور تلوار کی مختلف اہمیت'' یہ جاننا چاہئے کہ تلوار، اور قلم، دونوں حکمراں کی ملک گیری کے اوزار ہیں، بہر حال ہر حکومت کے دور آغاز میں، جب لوگ اپنی حکومت جمانے میں مصروف ہوتے ہیں حکمران کو قلم کی نسبت تلوار کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ایسے حالات میں قلم محض حکمراں کا ملازم اور اس کے اختیارات قائم کرنے میں ایک عامل کا کام دیتا ہے جب کہ تلوار ٹھوس امداد دیتی ہے۔

اور جب کوئی دور یا حکمرانی ختم ہونے لگتی ہے تو اس زمانے میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ قومی یک جہتی کا احساس کمزور ہو جاتا ہے اس کمزوری کی وجہ سے اس حکومت کی حمایت کرنے والوں کی اور ان افراد کی جو احساس قومیت کی اساس ہوتے ہیں تعداد کم ہو جاتی ہے اس حالت میں حکمراں کو فوج کی طاقت کے استعمال پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اس وقت حکمراں کو اپنی حفاظت اور اپنے اختیارات قائم رکھنے کے لئے تلوار کی ضرورت پڑتی ہے، جب یہ حکمراں اپنے آپ کو شروع میں مستحکم بنا رہے ہوتے ہیں ان دونوں صورتوں میں تلوار کو قلم پر برتری حاصل ہوتی ہے اور اس حالت میں فوج، پولیس اور جاسوسی کا رتبہ اونچا ہو جاتا ہے، انہیں اہل قلم کی نسبت زیادہ سہولتیں اور جاگیریں دی جاتی ہیں۔

حکمرانی کے درمیانی دور میں حکمراں کسی حد تک تلوار پر اپنا سہارا ختم کرسکتا ہے۔ اس کی طاقت مضبوطی کے ساتھ جم چکی ہوتی ہے تو اس وقت اس کی صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ حکمرانی کے فائدے اٹھائے اور ان سے آرام حاصل کرے جیسے لگان کی وصولیابی جائدادوں کا حاصل کرنا، دوسرے حکمرانوں پر برتری حاصل کرنا، امن و امان قائم رکھنا، اور قانون کا تحفظ کرنا لہٰذا قلم کے استعمال کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اس وقت صاحب علم کا درجہ بڑھتا ہے ان کو زیادہ مراعات اور زیادہ دولت ملتی ہے۔ اس وقت ان کے تعلقات حکمران سے بڑھتے ہیں اور گہرے ہوتے ہیں۔ ایسے دور میں حکمراں، وزیر اور فوج پر سہارا کم کردیتے ہیں فوجی حکمراں کے اندرونی حلقے سے دور کردیئے جاتے ہیں، اور اہل قلم کو حکمراں کے مزاج کے اتار اور چڑھاؤ سے آگاہ رہنا پڑتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۃ القلم: آیت ۱

۲۔ سورۃ العلق: آیت ۳۔۴

۳۔ سورۂ یوسف: آیت ۵۵

۴۔ نصیحت الملوک امام غزالی فضلی سنز، اردو بازار، لاہور/ص ۱۱۳

۵۔ سورۂ واقعہ: آیت ۷۷

۶۔ امام متقی/ کنز العمال/ص ۲۹۳

۷۔ امام غزالی/ نصیحت الملوک/ص ۱۱۴